08665
۱۲/۳

Date:

باسمہ تعالیٰ

جناب حضرت مولانا مفتی محمد لقمان عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

درج ذیل استفتاء عرض کیا جاتا ہے۔ آپ جناب کی فیوضات کرمانہ سے امید ہے کہ اول ہی فرصت میں جواب سے تشفی فرمائیں گے۔ جواب کی فی الفور ضرورت ہے۔

خاوند اور بیوی کے الفاظ میں اختلاف ہے۔ خاوند کا بیان ہے کہ میں نے فون پر اپنی بیوی سے یہ کہہ دیا ہے کہ ایک، دو، تین چلی جا۔ اور یہ الفاظ میں نے تین دفعہ کہہ دیئے ہیں۔ بیوی کا بیان ہے کہ خاوند نے مجھ فون پر یہ الفاظ کہے ہیں کہ آپ مجھ پر حرام ہیں ہے۔ اور مجھ سے طلاق ہے ایک دو تین۔

اب مذکورہ بالا عبارت سے درجہ ذیل سوالات عرض کیے جاتے ہیں۔

(۱) :۔ مذکورہ بالا الفاظ سے کتنی طلاقیں واقع ہوں گی؟ (۲) :۔ اور کس کے قول کا اعتبار ہوگا؟

جزاکم اللہ احسن الجزاء

المستفتی طالب علم امیر اللہ اسد خیل

شمالی وزیرستان، ایجنسی میرانشاہ۔

وصول کنندہ حکیم زادہ فون نمبر 0331-6995990

(جواب منسلکہ ورق پر ملاحظہ فرمائیں)

Quality Paper Products

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً و مصلیاً

(۱)۔۔۔واضح رہے کہ "ایک دو تین" عدد کے لئے موضوع الفاظ ہیں، اور ان کے ساتھ اگر طلاق کا لفظ نہ ہو تو ان سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اور اگر ان اعداد کے ساتھ طلاق کا صریح لفظ ذکر ہو تو یہ الفاظ طلاقِ صریح کے حکم میں ہوں گے اور ان سے تین طلاقیں واقع ہوں گی، اور اگر ان کے ساتھ کنایاتِ طلاق میں سے کوئی لفظ ذکر ہو، یا طلاق کے بجائے زوجہ کی طرف صراحتاً اضافت ہو تو اس کا حکم کنایاتِ طلاق کی طرح ہو گا۔

الف:۔ صورتِ مسئولہ میں شوہر کا بیان ہے کہ اس نے فون پر اپنی بیوی سے تین دفعہ کہا تھا کہ "ایک دو تین چلی جا" یہاں پر ان الفاظ "ایک دو تین" کے ساتھ کنایات طلاق میں سے سے لفظ "چلی جا" ایسا کنایہ ہے جو ہر حال میں نیّت کا محتاج ہے۔ لہٰذا اگر مذکورہ الفاظ کہتے وقت شوہر نے طلاق کی نیّت کی تھی، تو اس کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہو کر حرمت مغلّظہ ثابت ہو گئی ہے۔ نیز اگر سائل کے عرف میں مذکورہ الفاظ ("ایک دو تین چلی جا") تین طلاق ہی کے لئے استعمال ہوتے ہوں تو ان الفاظ سے بغیر نیّت کے بھی طلاق واقع ہو جائے گی، البتّہ اگر شوہر یہ دعوی کرے کہ اس کی نیّت طلاق کی نہیں تھی تو ایسی صورت میں شوہر کے حلفیہ بیان کے ساتھ اس کا دعویٰ معتبر ہو گا، اور طلاق واقع نہ ہو گی۔ (یہ حکم ان الفاظ کا ہے جن کا شوہر دعوی کر رہا ہے)

ب:۔ جبکہ صورت مسئولہ میں بیوی کا کہنا ہے کہ میرے شوہر نے مجھے فون پر کہا ہے کہ "آپ مجھ پر ماں بہن ہے، اور مجھ سے طلاق ہے ایک دو تین" جس کا حکم یہ ہے کہ اس میں پہلا جملہ "آپ مجھ پر ماں بہن ہے" لغو ہے، اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی، البتہ آخری جملہ "اور مجھ سے طلاق ہے، ایک دو تین" ان الفاظ سے بغیر نیت کے بھی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں، لہٰذا اگر واقعۃً شوہر نے مذکورہ الفاظ کہے ہوں تو اس کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہو گئی ہے، اور نکاح ختم ہو کر حرمت مغلّظہ ثابت ہو گئی ہے، اب رجوع نہیں ہو سکتا، اور حلالہ شرعیہ کے بغیر دوبارہ آپس میں نکاح نہیں ہو سکتا۔ (ماخذہ تبویب بتصرف: ۱۰۰۰/۳۰ و فتاویٰ رحیمیہ ۲۹۵/۸)

(۲)۔۔۔مذکورہ صورت میں شوہر جن الفاظ کا دعوی کر رہا ہے اگر اس وقت شوہر کی نیّت طلاق کی تھی یا اس کے عرف میں یہ الفاظ طلاق کے لئے مستعمل ہوں تو اس صورت میں میاں بیوی کے الفاظ میں حکم کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ دونوں صورتوں میں تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں، لیکن اگر شوہر کے الفاظ کو لیا جائے اور شوہر طلاق کی نیّت نہ ہونے کا دعوی کرے، اور نہ ہی اس کے عرف میں یہ الفاظ

(جاری ہے ---)

طلاق کے لئے مستعمل ہوں تو مذکورہ بالا تفصیل کی رو سے شوہر کے بیان کو سامنے رکھتے ہوئے طلاق واقع نہیں ہوتی جبکہ وہ طلاق کی نیّت کا حلف اٹھا کر انکار کرتا ہو، لہٰذا اس صورت میں زوجین کے درمیان الفاظ ہی میں اختلاف ہے، ایسی صورت میں بیوی کے لئے حکم یہ ہے کہ بیوی کا دعوی چونکہ یہ ہے کہ شوہر نے ان سے کہا تھا کہ "آپ مجھ پر ماں بہن ہے، اور مجھ سے طلاق ہے، ایک دو تین" لہٰذا اگر عورت نے یہ الفاظ اپنے کانوں سے سنے ہیں تو اس کے لئے اس شوہر کے ساتھ بیوی کی حیثیت سے رہنا جائز نہیں، اگر شوہر نہیں مانتا تو اس سے علیحدگی کی ہر جائز ممکن کوشش کرے۔

الفتاوی التاتارخانیة(۴/۴۱۸مکتبة فاروقیة کوئٹہ:-)

اذاقال لامراته:تویکی،توسه،اوقال:ترایکی،تراسه،قال الشیخ الامام ابوالقاسم الصفارالبلخی رحمه الله:لایقع،قال الصدرالشهید:المختار عندی انه اذانوی یقع الطلاق،وفی الحجة:"تراسه"المختاران تقع الثلاث اذانوی،وفی الظهیریة:وقال غیرابی القاسم:ینبغی ان یکون الجواب علی التفصیل:ان کان فی حال مذاکرة الطلاق اوفی حال الغضب یقع،والافلایقع الابالنیة--------

الفتاوی التاتارخانیة(۴/۴۱۹مکتبة فاروقیة کوئٹہ:-)

وفي الحجة "أنت مني ثلاث" تقع ثلاث ولا يصدق على عدم النية خصوصا عند مذاكرة الطلاق------ وفي فتاوى الفضلي:"اذا قال لها انت مني ثلاثا" ان نوى الطلاق طلقت وان قال لم انو الطلاق لم يصدق اذا كان الحال حال مذاكرة الطلاق،واذا قال لها:تو بسه اونوی الطلاق قال يقع الطلاق۔

فتاوى قاضيخان (١/ ٢٢٧)

رجل قال لامرأته ترا طلاق أو قال طلاق ترافهي طالق ولا فرق بين التقديم والتأخير۔

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٣/ ٢٥٠)

وعلم مما ذكرنا أنه لو قرنه بالعدد ابتداء فقال: أنت طالق ثنتين، أو قال ثلاثا يقع لما سيأتي في الباب الآتي أنه متى قرن بالعدد كان الوقوع به۔

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٣/ ٢٨٧)

والطلاق يقع بعدد قرن به لا به) نفسه عن ذكر العدد، وعند عدمه الوقوع بالصيغة.

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٣/ ٢٧٥)

ولو قال أنت هكذا مشيرا ولم يقل طالق لم أره. **قال الشامي تحته**(قوله لم أره) كذا قال في الأشباه من أحكام الإشارة وجزم الخير الرملي بأنه لغو وإن نوى به الطلاق، وقال: لأن اللفظ لا يشعر به والنية لا تؤثر بغير اللفظ. قال الزيلعي في تعليل أصل المسألة: لأن الإشارة بالأصابع تفيد العلم بالعدد عرفا وشرعا إذا

(جاری ہے---)

اقترنت بالاسم المبهم اهـ ولإطلاق هنا يشار إليه به فتأمل: وقد رأيت كما ذكرته بالعلة المذكورة في كتب الشافعية اهـ كلام الرملي ملخصا. ورأيت بخط السائحاني: مقتضى ما في الخانية من قوله ولو قال لامرأته: أنت بثلاث. قال ابن الفضل: إذا نوى يقع أنه يقع هنا إذا نوى. وفيها أيضا إذا قال: طالق فقيل: من عنيت فقال: امرأتي طلقت؛ ولو قال: أنت مني ثلاثا طلقت إن نوى أو كان في مذاكرة الطلاق، وإلا قالوا: يخشى أن لا يصدق اهـ وكذا نقل الرحمتي عبارة الخانية الأولى ثم قال: والظاهر أن قوله هكذا مثل قوله بثلاث. اهـ. **أقول**: أي لأن كلا منهما مرتبط بلفظ: طالق مقدرا، وقول الرملي إن اللفظ لا يشعر به غير مسلم، وما نقله عن الزيلعي لا ينافيه لأن المراد بالاسم المبهم لفظ هكذا المراد به العدد الذي أشير به إليه، وسماه مبهما لكونه لم يصرح بكميته كما حققه في النهر. والاسم المبهم مذكور في مسألتنا، فيفيد العلم بعدد الطلاق المقدر الذي نواه المتكلم، كما أن قوله بثلاث دل على عدد طلاق مقدر نواه المتكلم، ولا فرق بينهما إلا من جهة أن العدد في أحدهما صريح وفي الآخر غير صريح، وهذا الفرق غير مؤثر بدليل أنه لا فرق بين قوله: أنت طالق هكذا مشيرا إلى الأصابع الثلاث وبين قوله أنت طالق بثلاث، هذا ما ظهر لي فافهم.

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٣/ ٢٩٨)

فالحالات ثلاث: رضا وغضب ومذاكرة والكنايات ثلاث ما يحتمل الرد أو ما يصلح للسب، أو لا ولا (فنحو اخرجي واذهبي وقومي)..... (يحتمل ردا،..... ففي حالة الرضا) أي غير الغضب والمذاكرة (تتوقف الأقسام) الثلاثة تأثيرا (على نية) للاحتمال والقول له بيمينه في عدم النية ويكفي تحليفها له في منزله، فإن أبى رفعته للحاكم فإن نكل فرق بينهما بحتبى. (وفي الغضب) توقف (الأولان) إن نوى وقع وإلا لا (وفي مذاكرة الطلاق) يتوقف (الأول فقط)

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٣/ ٤٧٠)

(وإن نوى بأنت علي مثل أمي) ..... (برا، أو ظهارا، أو طلاقا صحت نيته) ووقع ما نواه لأنه كناية (وإلا) ينو شيئا، أو حذف الكاف (لغا) **قال الشامي**:(قوله: أو حذف الكاف) بأن قال: أنت أمي..... قلت: ويدل عليه ما نذكره عن الفتح من أنه لا بد من التصريح بالأداة (قوله: لغا) لأنه محمل في حق التشبيه فما لم يتبين مراد مخصوص لا يحكم بشيء فتح (قوله: ويكره إلخ) جزم بالكراهة تبعا للبحر والنهر والذي في الفتح: وفي أنت أمي لا يكون مظاهرا.....وفيه حديث رواه أبو داود «أن رسول الله صلى الله عليه وسلم سمع رجلا يقول لامرأته يا أخية فكره ذلك ونهى عنه» ومعنى

(جاری ہے---)

النهي قربه من لفظ التشـــبيه، ولولا هذا الحديث لأمكن أن يقال هو ظهار لأن التشبيه في أنت أمي أقوى منه مع ذكر الأداة، ولفظ " يا أخية " استعارة بلا شك، وهي مبنية على التشـــبيه، لكن الحديث أفاد كونه ليس ظهارا حيث لم يبين فيه حكما ســـوى الكراهة والنهي، فعلم أنه لا بد في كونه ظهارا من التصـــريح بأداة التشبيه شرعا، ومثله أن يقول لها يا بنتي، أو يا أختي ونحوه. اهـ

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٣/ ٢٥١)

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل له تمكينه. والفتوى على أنه ليس لها قتله، ولا تقتل نفسـها بل تفدي نفسـها بمال أو تهرب، كما أنه ليس لـه قتلهـا إذا حرمـت عليـه وكلمـا هرب ردتـه بـالســـحر. وفي البزازيـة عن الأوزجندي أنها ترفع الأمر للقاضي، فإنه حلف ولا بينة لها فالإثم عليه. اهـــ. قلت: أي إذا لم تقدر على الفداء أو الهرب ولا على منعه عنها فلا ينافي ما قبله.....

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح

امتہ محمود غفر اللہ لہ

مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

۴/ ذی الحجہ/ ۱۴۳۸ھ

27/ اگست/ 2017ء

امان اللہ صفدر الائی

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

یکم/ ذی الحجہ/ ۱۴۳۸ھ

31/ اگست/ 2017ء

الجواب صحیح

شاہ محمد تفضل علی عفی عنہ

۱/ ۱۲/ ۱۴۳۸ھ

الجواب صحیح

۲/ ۱۲/ ۱۴۳۸ھ

الجواب صحیح

۳/ ۱۲/ ۱۴۳۸ھ